السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا اللہ اللہ کے ذکر کو وظیفہ اور ورد بنانا درست ہے؟ ازراہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بھیج کر قیامت تک کے لیے شریعت محمدی ﷺ کو تمام ادیان میں واجب العمل اور ضروری قرار دیا ہے اور اسی طرح شریعت محمدی ﷺ کے آجانے سے باقی تمام شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اللہ نے اپنے احکام کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے نبی آخر الزماں محمد ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور یہ وحی جلی یعنی قرآن اور خفی یعنی حدیث کی صورت میں تھی۔

احکام خداوندی بجالانے کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کر کے جنت کا حصول اور جہنم سے بچ جانا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو اپنی اطاعت اور احکام پر عمل پیرا ہوجانے پر مشروط کیا ہے۔ اللہ کے احکام میں اس کے نبی ﷺ پر ایمان لانا سب سے اہم اور مرکزی عمل ہے کیونکہ یہ وہ ہستی ہے کہ جس پر ایمان لا کر اور اس پر اعتماد کر کے اللہ کی پہچان اور اس کے احکام کی وصولی ہو سکتی ہے۔ اس لیے فرمایا:

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوہ (الحشر: 7)

''جو رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز آجاؤ''

یہاں نبی ﷺ کی اتھارٹی اور ان کے اوامر ونواہی کو سند اور اپنے حکم کے طور پر بیان کیا جا رہا ہے کہ اس کی بات کو ماننا اصل میں میرا حکم ماننا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

من عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد (صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ باب إذا اجتھد العامل أو الحاکم)

''جس نے کوئی عمل کیا اور اس عمل پر ہمارا حکم نہیں وہ مردود ہے۔''

اذکار وادعیہ بھی عبادت کا حصہ ہیں اگرچہ عام طور پر دعائیں نماز وغیرہ کے موقع کے علاوہ کسی بھی زبان اور الفاظ میں خرافات وممنوعات سے بچتے ہوئے کی جا سکتی ہیں۔ اذکار اور وظائف کو دعاؤں سے ذرا ہٹ کر حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ وہ الفاظ ہوتے ہیں جو انسان کے ورد زبان رہتے ہیں اور وہ کسی بچے کی طرح ہر وقت اسے زبان پر جاری رکھتا ہے۔ اصل میں یہ اس کی اس کے رب کے ساتھ سرگوشیاں اور مناجات ہوتی ہیں جو راز ونیاز کی صورت میں ہوتی رہتی ہیں۔

> لیکن شریعت نے اس پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا اور یہ اذکار بھی اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہیں۔ مثلاً تحمید، تمجید اور استغفار وغیرہ کا ورد اور ان کے علاوہ صبح شام کے اذکار جو کہ مسلمان کا رات دن کا وظیفہ بن جاتا ہے وہ سب اذکار اللہ کے رسول ﷺ سے ماثور ہیں جنہیں ایک مسلمان کو ضرورت تھی۔

اب اگر کوئی ایسے الفاظ جو کہ ورد کے طور پر زبان پر جاری رکھے اور وہ اللہ کے رسول ﷺ سے منقول بھی نہ ہوں تو اس پر مسلسل عمل کرنا بدعت کی شکل اختیار کر جائے گا۔

جس طرح کہ ہمارے دور میں کچھ لوگ اللہ اللہ کے ورد کو اپنا وظیفہ بناتے ہوئے ہر وقت زبان پر جاری رکھتے ہیں اور اس عمل کو لوگوں میں شائع بھی کر رہے ہیں۔ اب اللہ اللہ کا مطلب کچھ بھی نہیں بنتا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے۔

یاد رہے کہ اذکار ماثورہ کے ہر وظیفہ اور ورد کا مکمل معنی بنتا ہے مثلاً استغفر اللہ (میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں) اللہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے) الحمد للہ (سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں) لیکن اللہ اللہ کا کیا مطلب ہے؟ یہ جملہ نہیں بنتا جس سے کوئی خبر یا درخواست کا پتہ چلے۔ اور دوسری طرف اس ورد میں مشغول ہونے سے وہ تمام اذکار جو ماثورہ ہیں سے انسان بے رغبتی اختیار کر لیتا ہے جس سے اس کی زندگی کے اعمال میں سنت اذکار کا تعطل آجاتا ہے۔ لہٰذا اللہ اللہ کو بطور ورد اور وظیفہ اختیار کرنا کتاب وسنت اور سلف سے کہیں ثابت نہیں۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور ماثورہ وظائف کو اختیار کرنا چاہیے۔ ویسے بھی اگر ایک مسلمان اگر وظائف ماثورہ کو صحیح طور پر مکمل کرے تو اس کے پاس اتنا وقت کہاں بچے گا کہ وہ غیر ماثورہ وظائف کی طرف توجہ دے۔

وباللہ التوفیق